مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ، دامادِ رسول، اِمَامُ الْاَسْخِیَاء، پیکرِ شرم وحیا حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان پر مشتمل 40 فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجموعہ بنام

اَربعینِ عثمانی

کاشف شہزاد عطاری مدنی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ اَمَّا بَعۡدُ!
فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک فرامین پڑھنا، سننا، یاد کرنا، انہیں دوسروں تک پہنچانا اور ممکنہ صورت میں ان پر عمل کرنا ایک مسلمان کے لئے دنیاو آخرت میں فلاح و نجات کا باعث ہے۔ فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: نَضَّرَ اللّٰہُ امۡرَاً سَمِعَ مِنَّا حَدِیۡثًا فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ یعنی اللہ پاک اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اور اسے یاد کر لیا یہاں تک کہ اسے (دوسروں تک) پہنچادیا۔ (ابوداؤد، 3/450، حدیث:3660)

بالخصوص 40 حدیثیں یاد کرنے یا انہیں کسی بھی طرح مسلمانوں تک پہنچانے کی فضیلت کئی حدیثوں میں بیان کی گئی ہے۔ اس بارے میں 2 فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمایئے:

(1) مَنۡ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیۡ اَرۡبَعِیۡنَ حَدِیۡثًا یَنۡفَعُھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِھَا قِیۡلَ لَہٗ اُدۡخُلۡ مِنۡ اَیِّ اَبۡوَابِ الۡجَنَّۃِ شِئۡتَ یعنی جس شخص نے میری امت تک 40 ایسی حدیثیں پہنچائیں جن سے اللہ پاک نے میری امت کو فائدہ پہنچایا تو (قیامت کے دن) اس شخص سے کہا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

(حلیۃ الاولیاء، 4/210، حدیث:5280)

(2) مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَحْفَظُ عَلٰى اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا يُعَلِّمُهُمْ بِهَا اَمْرَ دِيْنِهِمْ اِلَّا جِیْءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيْلَ لَهٗ: اِشْفَعْ لِمَنْ شِئْتَ یعنی جو بھی مسلمان میری امت تک 40 ایسی حدیثیں پہنچائے جن کے ذریعے انہیں دین کے احکام سکھائے تو قیامت کے دن اسے لاکر کہا جائے گا: تم جس کی چاہو شفاعت کرلو۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص63)

اس مفہوم کی احادیث کے پیشِ نظر ہر دور میں اہلِ علم مختلف عنوانات پر 40 احادیثِ مبارکہ کے گلدستے سجا کر مسلمانوں تک پہنچاتے رہے۔ ان خوش نصیبوں کی صف میں خود کو شامل کرانے اور احادیث میں بیان کردہ فضائل پانے کے لئے راقمُ الحروف نے مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ''اربعینِ عثمانی'' مرتب کی ہے۔

اس مجموعے میں فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعراب لگانے اور بزرگانِ دین کی کتابوں سے شرح حدیث ذکر کرنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔

تمام اسلامی بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس تالیف کا خود مطالعہ فرمائیں، دوسرے مسلمانوں تک پہنچائیں اور اگر اس میں کسی بھی قسم کی شرعی، فنی، اعرابی یا ادبی غلطی پائیں تو راقم کو اس فون نمبر (03002505936) پر ضرور مطلع

فرمائیں تاکہ اگلی بار کام کے موقع پر درست کیا جاسکے۔

(1) لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيقِي فِيهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ یعنی جنت میں ہر نبی کا کوئی (خاص) ساتھی ہوتا ہے اور میرے (خصوصی) جنتی ساتھی عثمان ہیں۔

(ابن ماجہ، 1/78، حدیث:109)

شرح: اس حدیث میں حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے لئے رفاقتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو خوش خبری بیان کی گئی وہ مُطْلَق ہے اور دنیا و آخرت دونوں کو شامل ہے۔ یہ فرمانِ عالی شان صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی اور کے لئے رَفاقت کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کے لئے کوئی خاص رفیق ہوتا ہے جبکہ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کئی خاص رُفقاء ہیں۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو خصوصاً ذکر کرنے میں آپ کے بلند و بالا مقام و مرتبے کے طرف اشارہ ہے۔(مرقاۃ المفاتیح، 10/432)

(2) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر ہاتھ ملانے کا شرف حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ نہ کھینچا یہاں تک

کہ اس شخص نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور پھر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! عثمان آرہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِمْرُؤٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی وہ ایک جنتی آدمی ہیں۔ (معجم اوسط، 1/99، حدیث:300)

(3) عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ یعنی عثمان جنتی ہیں۔(ابوداؤد، 4/279، حدیث:4649)

شرح: یعنی سب سے پہلے جانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔(فیض القدیر، 4/399)

(4) حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت کا حکم فرمایا۔ ایک صاحب نے دروازے پر آکر حاضری کی اجازت طلب کی۔ ارشاد فرمایا: انہیں آنے کی اجازت دو اور جنت کی خوش خبری بھی سنادو، یہ آنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب نے اجازت طلب کی، ان سے متعلق بھی یہی ارشاد ہوا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت سناؤ، یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد تیسرے صاحب نے حاضری کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ تَوَقُّف کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: اِئْذَنْ لَّهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوٰى سَتُصِيبُهٗ یعنی

انہیں آنے کی اجازت دو اور جنت کی خوش خبری بھی سناؤ ایک مصیبت کے ساتھ جو عنقریب انہیں پہنچے گی۔جب میں نے حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنایا تو انہوں نے (جنت کی خوشخبری پر) حمدِ خداوندی بجالانے کے بعد فرمایا:(اس مصیبت پر صبر کرنے کے معاملے میں) اللہ مددگار ہے۔

(بخاری،2/529،حدیث:3693،3695،لمعات التنقیح،9/648)

شرح: حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہ) نے دونوں چیزوں پر خدا کا شکر کیا مگر بلا و فتنہ پر اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق ملے۔(مراٰۃ المناجیح،8/410)

(5) مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ یعنی جو تنگی والے لشکر (غزوۂ تبوک) کے لئے تیاری کا سامان مہیا کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔(یہ فرمانِ عالیشان سن کر) حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے لشکر کے لئے سامان پیش کیا۔

(بخاری،2/529)

(6) حضرت سیدنا عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غیبی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ذَاتَ يَوْمٍ تَهْجُمُوْنَ عَلٰى رَجُلٍ مُعْتَجِرٍ بِبُرْدَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی ایک دن تم لوگ ایک ایسے جنتی شخص کے پاس داخل ہو گے جو سر پر چادر اوڑھے ہوئے لوگوں سے بیعت لے رہا ہو گا۔ پھر جب (خلافتِ عثمانی کے آغاز کے موقع پر) میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

پاس گیا تو وہ سر پر دھاری دار چادر اوڑھے ہوئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔(مستدرک،6/77،حدیث:4589)

(7) رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا جنت میں بجلی کی چمک ہو گی؟ارشاد فرمایا: نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ عُثْمَانَ لَیَتَحَوَّلُ مِنْ مَنْزِلٍ اِلٰی مَنْزِلٍ فَتَبْرُقُ لَہُ الْجَنَّۃُ یعنی ہاں،اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے!جب عثمان (جنت میں)ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوں گے تو جنت ان کے لئے بجلی کی طرح چمکے گی۔(مستدرک،6/78،حدیث:4590)

(8) اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُومہ نامی کنواں خرید کر مسلمانوں پر صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی تو حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے 400 دینار کے بدلے اس کنویں کو خریدا اور مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے دعا فرمائی:اَللّٰھُمَّ اَوْجِبْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی اے اللہ!عثمان کے لئے جنت کو لازم فرما دے۔(الطبقات الکبری،1/392)

(9) شہزادیٔ رسول حضرت سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سوال کیا: یارسول اللہ!کیا فاطمہ کے شوہر (علی المرتضیٰ)میرے شوہر (عثمانِ غنی)سے افضل ہیں؟سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر خاموش

رہنے کے بعد ارشاد فرمایا: زَوْجُكِ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَيُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَزِيْدُكِ لَوْقَدْ دَخَلْتِ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتِ مَنْزِلَهٗ لَمْ تَرٰى اَحَدًا مِّنَ اَصْحَابِيْ يَعْلُوْهُ فِيْ مَنْزِلَتِهٖ یعنی تمہارے شوہر سے اللہ و رسول محبت فرماتے ہیں اور وہ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں۔ ایک بات مزید بتادوں، اگر تم جنت میں جاکر اپنے شوہر کا ٹھکانہ دیکھو تو میرے صحابہ میں سے کسی کا ٹھکانہ ان سے بلند و بالا نہیں دیکھو گی۔ (مجمع الزوائد، 9/100، حدیث: 14532)

(10) لَيَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَةِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا كُلُّهُمْ قَدْ اِسْتَوْجَبُوا النَّارَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی عثمان کی شفاعت کی بدولت 70 ہزار ایسے افراد جن پر دوزخ لازم ہو چکی ہو گی وہ بلاحساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

(کنزالعمال، 6/269، جزء: 11، حدیث: 32806)

شرح: ان 70 ہزار افراد کا دوزخ میں داخلہ لازم ہو چکا ہو گا لیکن حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے اِکرام (عزت و تعظیم) کے لئے اللہ پاک ان لوگوں سے متعلق آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (التنویر، 9/217)

(11) اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ یعنی میری امت میں سے سب سے سچے حیادار عثمان ہیں۔ (ابن ماجہ، 1/102، حدیث: 154)

شرح: حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اللہ پاک اور اس کی مخلوق سے بہت حیا فرمانے والے تھے یہاں تک کہ اپنی بیویوں سے اور تنہائی میں بھی شرم و حیا فرماتے تھے۔ آپ کی اس شرم و حیا کی بدولت اللہ پاک کے فرشتے بھی آپ سے حیا کرتے تھے۔ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا ہے: اِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ یعنی حیا ایمان سے ہے (بخاری، 1/19، حدیث: 24) تو گویا کہ مذکورہ بالا حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ سب سے زیادہ ایمان والے عثمان ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا: اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی شرم و حیا صرف بھلائی ہی لاتی ہے۔ (بخاری، 4/131، حدیث: 6117) تو گویا کہ اوپر والی حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے صرف خیر و بھلائی ہی ظاہر ہوتی ہے یا پھر آپ صرف خیر و بھلائی کا ہی ارتکاب فرماتے ہیں۔ (فیض القدیر، 1/588)

(12) مَرَّ بِیْ عُثْمَانُ وَعِنْدِیْ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِکَةِ فَقَالَ شَهِیْدٌ یَقْتُلُهٗ قَوْمُهٗ اِنَّا لَنَسْتَحْیِیْ مِنْهُ یعنی عثمان میرے پاس سے گزرے تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میرے پاس موجود تھا۔ اس فرشتے نے کہا: یہ شہید ہیں جنہیں ان کی قوم قتل کرے گی، بے شک ہم (فرشتے) ان سے حیا کرتے ہیں۔

(معجم کبیر، 5/159، حدیث: 4939)

(13)ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے میں اس طرح آرام فرمارہے تھے کہ مبارک رانیں یا پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔(اس دوران)حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت مانگی تو انہیں اسی حالت میں اجازت دی اور (ان سے) گفتگو فرمائی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضری کا اِذن طلب کیا تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دی اور (ان سے) گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور لباس مبارک کو درست فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بات چیت کرتے رہے۔ جب آپ چلے گئے تو میں نے عرض کی: حضراتِ ابو بکر و عمر آئے تو آپ نے کچھ تکلف نہیں فرمایا لیکن حضرت عثمان کی آمد پر آپ اٹھ بیٹھے اور لباس کو درست فرمایا(اس کا کیا سبب ہے؟) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلَا اَسْتَحِیْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِیْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ یعنی کیا میں اس مرد سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مسلم، ص1004، حدیث:6209)

شرح: شیخِ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنے سے مراد ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ہے۔(لمعات التنقیح،9/636)

امام ابنِ حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیثِ پاک میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم فضیلت کا بیان ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ فرشتوں کے نزدیک آپ کی کس قدر عظمت ومنزلت ہے نیز یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شرم وحیاء ایک اچھی صفت ہے جو فرشتوں کی صفات میں سے ہے۔(فتح الالٰہ،10/578)

امام بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے بھی اس بات کے زیادہ حقدار تھے کہ آپ سے حیا کی جائے کیونکہ انسان اپنے سسر کی نسبت داماد سے زیادہ حیا کرتا ہے۔(عمدۃ القاری،11/426)

(14) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک بستر پر حضرت عائشہ صدیقہ کی چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

حاضری کی اجازت چاہی۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حال میں انہیں اجازت دی اور وہ اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضری کا اذن مانگا تو انہیں اسی حال میں اجازت عطا فرمائی اور وہ بھی اپنی ضرورت مکمل کر کے چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے حاضری کا اذن مانگا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ بیٹھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: اِجْمَعِی عَلَیْكِ ثِیَابَكِ یعنی اپنا لباس درست کر لو۔ میں حاضرِ خدمت ہو کر اپنی ضرورت پوری کر کے چلا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ نے حضراتِ ابو بکر و عمر کے لئے اس طرح اہتمام نہیں فرمایا جیسے حضرت عثمان کے لئے فرمایا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِی حَاجَتِهٖ یعنی عثمان ایک شرمیلے مرد ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ اگر میں نے انہیں اسی حالت میں آنے کی اجازت دی تو وہ مجھ سے اپنی ضرورت بیان نہیں کر سکیں گے۔ (مسلم، ص1004، حدیث:6209)

شرح: یعنی اگر ہم ان کے سامنے اسی بے تکلفی سے لیٹے رہے تو وہ اتنے

شرمیلے ہیں کہ یہاں نہ بیٹھ سکیں گے ،نہ مجھ سے بات کرسکیں گے، نہ وہ عرض پوری کرسکیں گے جس کے لئے وہ یہاں آئے تھے۔(مراٰۃ المناجیح،8/393)

(15)عُثْمَانُ رَجُلٌ ذُوْ حَیَاءٍ سَاَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُوْقِفَہٗ لِلْحِسَابِ فَشَفَّعَنِیْ یعنی عثمان ایک شرمیلے مرد ہیں۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں حساب لینے کے لئے کھڑا نہ کرے تو اس نے میری شفاعت قبول فرمالی۔ (تاریخ دمشق،39/97)

(16)عُثْمَانُ اَحْیَا اُمَّتِیْ وَاَکْرَمُھَا یعنی عثمان میری امت میں سے سب سے زیادہ باحیا اور سخی ہیں۔(حلیۃ الاولیاء،1/93،حدیث:157)

شرح: امت سے مراد وہ افراد ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں موجود تھے یا پھر قیامت تک دنیا میں آنے والے مسلمان مراد ہیں۔ (التنویر،7/204)

امام محمد عبد الرؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شرم و حیا ایک ایسا وصف ہے جس سے دیگر خوبیاں جنم لیتی ہیں۔ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اپنا سیدھا ہاتھ کبھی شرم گاہ پر نہیں لگایا، اسلام لانے کے بعد سے آپ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد فرماتے، آپ کے آزاد کردہ غلاموں کی مجموعی تعداد تقریباً 2400 ہے۔ آپ نے اسلام لانے سے

پہلے اور بعد کبھی چوری یا زنا کا اِرتکاب نہ کیا اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں حفظِ قراٰن کا اعزاز پایا۔(فیض القدیر،4/399)

(17) اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ غُصْنٌ مِّنْ اَغْصَانِهَا یعنی سخاوت ایک جنّتی درخت ہے اور عثمان بن عفان اُس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہیں۔(کنز العمال، جز:11، 6/273،حدیث:32849)

(18) حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ یَّبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِیْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو فلاں لوگوں کی مِرْبَدَ (وہ زمین جس میں کھجوریں سکھائی جاتی ہیں) خرید لے، اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائے۔ میں نے وہ زمین 20 ہزار یا 25 ہزار میں خرید لی۔ جب میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس بات کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِجْعَلْہُ فِیْ مَسْجِدِنَا وَاَجْرُہٗ لَکَ یعنی اس زمین کو ہماری مسجد میں شامل کر دو، اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔(نسائی، ص518، حدیث:3179)

(19) سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو غزوۂ تبوک کے لئے (راہِ خدا میں) خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے کہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ایک سو اونٹ تمام

ضروری سامان کے ہمراہ اللہ کی راہ میں دینے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دوبارہ ترغیب دلائی تو آپ نے 200 اونٹ اور تیسری بار ترغیب دلانے پر 300 اونٹ تمام ضروری سامان سمیت پیش کرنے کی نیت فرمائی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے منبر شریف سے نیچے تشریف لے آئے: مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھَذِہٖ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھَذِہٖ یعنی اس کے بعد عثمان جو کچھ کرے اس پر مُؤَاخذہ نہیں، اس کے بعد عثمان جو کچھ کرے اس پر مُؤَاخذہ نہیں۔ (ترمذی، 5/391، حدیث: 3720)

شرح: یعنی یہ نیکی کرنے کے بعد ان کے کسی عمل پر انہیں گناہ نہیں ملے گا، مراد یہ ہے کہ ان کا یہ عمل ان کی تمام خطاؤں کے لئے کفارہ بن گیا ہے۔ یہ فرمانِ عالیشان ایسے ہی ہے جیسے اہلِ بدر سے متعلق فرمایا گیا: لَعَلَّ اللهَ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ یعنی بے شک اللہ پاک نے اہلِ بدر کی طرف خصوصی توجہ کرکے ارشاد فرمایا: تم جو چاہے کرو، تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (مسلم، ص1040، حدیث: 6401، لمعات التنقیح، 9/638)

حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین بار چندہ کی اپیل کی۔ ہر بار میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے سو، دو سو، تین سو اونٹ کا مع سامان کے اعلان کیا،

کسی کو بولنے کا موقع ہی نہ دیا، چھ سو اونٹ مع سامان کا بھی اعلان کیا اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔ خیال رہے کہ یہ تو ان کا اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت 950 اونٹ، پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں، پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/395)

(20) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار (سونے کی اشرفیاں) اپنی آستین میں لائے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ڈال دیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ کر ملاحظہ فرمانے لگے اور پھر دو مرتبہ ارشاد فرمایا: مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ یعنی آج کے بعد عثمان جو بھی کریں ان کا کوئی عمل انہیں نقصان نہ دے گا۔

(ترمذی، 5/392، حدیث: 3721)

شرح: اس فرمان عالی میں حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کو تین بشارتیں دی گئیں: ایک یہ کہ ان کے سارے گذشتہ گناہ اور خطائیں معاف ہو گئیں، ان کا آج کا یہ عمل ان کا کفارہ بن گیا۔ دوسرے یہ (کہ) آئندہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/396)

(21)حضرت سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم ایک جہاد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھے کہ لوگوں کو کھانے پینے کے سامان کی کمی کا سامنا ہوا یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہرے پر غم جبکہ منافقین کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ معاملہ ملاحظہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: وَاللہِ لاَ تَغِیْبُ الشَّمْسُ حَتّٰی یَاتِیَکُمُ اللہُ بِرِزْقٍ یعنی اللہ پاک کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے اللہ کریم تمہیں رزق عطا فرمادے گا۔ (یہ سن کر) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خبر کو پورا کر دیں گے، چنانچہ آپ نے کھانے کے سامنے سے لدے ہوئے 14 اونٹ خریدے اور ان میں سے 9 بارگاہِ رسالت میں پہنچادیے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو عرض کیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں یہ تحفہ بھیجا ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں کے چہرے پر خوشی جبکہ منافقین کے چہرے پر غم کے آثار نمایاں ہوئے اور میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دونوں مبارک ہاتھ اس طرح اٹھا رکھے ہیں کہ بغلوں کی سفیدی دیکھی جاسکتی ہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے لئے ایسی دعا فرمارہے ہیں کہ اس

سے پہلے اور اس کے بعد میں نے آپ کو کسی کے لئے ایسی دعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (معجم اوسط، 5/258، حدیث: 7255)

(22) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں (پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے) شہزادیٔ رسول، زوجۂ عثمانِ غنی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی۔ فرمانے لگیں: ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے تشریف لے گئے۔ میں نے سرِ انور میں کنگھی کی، (اس دوران) آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کَیْفَ تَجِدِیْنَ اَبَا عَبْدِ اللہ تم ابو عبد اللہ (یعنی عثمانِ غنی) کو کیسا پاتی ہو؟ میں نے عرض کی: اچھا پاتی ہوں۔ ارشاد فرمایا: اَکْرِمِیْہِ فَاِنَّہٗ مِنْ اَشْبَہِ اَصْحَابِیْ بِیْ خُلُقاً یعنی ان کی عزت کرو کیونکہ وہ میرے ان صحابہ میں سے ہیں جن کی سیرت میری سیرت سے مُشابہ (یعنی ملتی جلتی) ہے۔

(مستدرک، 8/414، حدیث: 7027)

(23) حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ، شہزادیٔ رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ جب ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تو کچھ عرصے تک ان دونوں کی کوئی خبر نہ آئی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لا کر ان کے بارے میں کسی خبر سے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ ایک دن ایک

عورت نے آکر ان کی خبر پہنچائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ اِلَى اللهِ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ اللہ پاک کی طرف ہجرت کی۔(معجم کبیر، 1/90، حدیث:143)

شرح: اسلام کے ابتدائی دور میں جب مشرکین کے مظالم دن بدن بڑھنے لگے تو رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: حبشہ میں ایک ایسا بادشاہ موجود ہے جس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ اگر تم وہاں چلے جاؤ تو اللہ پاک تمہارے لئے کشادگی فرمادے گا۔ اس فرمانِ عالیشان پر مسلمانوں نے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی جس میں سے پہلی ہجرت اعلانِ نبوت کے 5ویں سال رجب کے مہینے میں ہوئی۔ پہلی بار ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی تعداد ایک قول کے مطابق 15 تھی جن میں سے 11 مرد اور 4 عورتیں تھیں۔ یہ حضرات پیدل سمندر تک گئے اور پھر وہاں سے آدھے دینار پر کشتی کرائے پر لے کر حبشہ پہنچے۔ اس ہجرت کے لئے پہل کرنے والے حضرت عثمانِ غنی اور آپ کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما تھے۔ اس ہجرت کے بعد کچھ عرصے تک ان حضرات کی کوئی خیر خبر موصول نہ ہوئی یہاں

تک کہ ایک عورت نے حاضر ہوکر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: میں نے ان دونوں کو اس حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کو سواری پر بٹھا کر کہیں لے جا رہے تھے۔ (فتح الباری، 8/161)

(24) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غزوۂ بدر سے غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ان کی زوجیت میں تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ یعنی تمہیں غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر ثواب بھی ملے گا اور مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی۔ (بخاری، 2/352، حدیث: 3130)

شرح: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کی زوجیت میں تھیں اور غزوۂ بدر کے موقع پر سخت علیل اور جاں بلب تھیں حتی کہ اسی اثناء میں وصال فرما گئیں۔ ان کی تیمار داری کے لئے حضرت عثمان کو حکم ہوا کہ گھر ہی رہو، تم کو غزوے میں شرکت کا ثواب بھی ملے گا اور مالِ غنیمت سے حصہ بھی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب بدر سے مدینۂ طیبہ واپس ہوئے تو وہ دفن بھی ہو چکی تھیں، فتح کی

بشارت لے کر جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینۂ طیبہ پہنچے تو دفنائی جارہی تھیں۔ جس صبح کو ان کا وصال ہوا اسی دن حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینۂ طیبہ پہنچے۔(نزہۃ القاری،4/233)

(25) غزوۂ بدر کے دن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اِنَّ عُثْمَانَ اِنْطَلَقَ فِیْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِ اللهِ وَاِنِّیْ اُبَایِعُ لَهٗ یعنی عثمان اللہ کے کام اور اس کے رسول کے کام کے لئے گئے ہیں، ان کی طرف سے میں بیعت کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ان کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے علاوہ کسی اور غیر حاضر شخص کا حصہ مقرر نہیں فرمایا۔(ابوداؤد،3/98،حدیث:2726)

شرح: یہ فرمانِ عالی بدر کی غنیمت تقسیم فرماتے وقت کا ہے۔ خیال رہے کہ جنابِ رقیہ (رضی اللہ عنہا) کی تیمارداری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت تھی مگر اس کو اللہ رسول کا کام فرمایا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور کی فرمانبرداری رب تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(اس موقع پر) حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنا بایاں (Left) ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے داہنے (Right) ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہمارا ہاتھ ہے

اور خود ہی حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے بیعت کی۔ اس بیعتِ عثمان کا واقعہ دوبار ہوا: ایک تو غزوۂ بدر میں، دوسرے بیعتُ الرضوان میں مقامِ حدیبیہ میں، یہ ہے حضرت عثمان کی شان رضی اللہ عنہ۔

دستِ حبیبِ خدا جو کہ یَدُ اللہ تھا

ہاتھ بنا آپ کا، آپ وہ ذی شان ہیں

(مراٰۃ المناجیح، 5/ 601)

(26) مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ السَّمَاءِ یعنی میں نے عثمان کا ام کلثوم سے نکاح آسمان سے آنے والی وحی (یعنی اللہ پاک کے حکم) کی وجہ سے کیا ہے۔ (معجم اوسط، 4/ 77، حدیث: 5269)

(27) يَا عُثْمَانُ هَذَا جِبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ عَلَى مِثْلِ صُحْبَتِهَا یعنی اے عثمان! یہ جبریل ہیں جنہوں نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ پاک نے تمہارا نکاح رقیہ کے مہر جتنے مہر پر امِ کلثوم سے فرمادیا ہے اور ان کے ساتھ بھی ویسا ہی حسنِ سلوک لازم ہو گا۔ (ابن ماجہ، 1/ 79، حدیث: 110)

شرح: ظاہر یہ ہے کہ خود اللہ پاک نے یہ نکاح فرمادیا جیسا کہ ازواجِ مطہرات کا معاملہ ہے، مثلاً ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب زید نے اس سے حاجت پوری کرلی تو ہم نے آپ کا اس کے ساتھ نکاح کردیا۔ (پ22، احزاب:37، حاشیۃ سندی علی ابن ماجہ، 1/79)

(28) حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی دوسری شہزادی (حضرت امِ کلثوم رضی اللہ عنہا) کو میرے نکاح میں دیتے وقت ارشاد فرمایا: لَوْ اَنَّ عِنْدِیْ عَشْرًا لَزَوَّجْتُكَهُنَّ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَاِنِّیْ عَنْكَ لَرَاضٍ یعنی اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے وہ سب تمہارے نکاح میں دے دیتا کیونکہ میں تم سے راضی ہوں۔ (معجم اوسط، 4/322، حدیث:6116)

(29) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی (حضرت امِ کلثوم رضی اللہ عنہا) کے وصال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: زَوِّجُوْا عُثْمَانَ لَوْ كَانَ لِیْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهٗ وَ مَا زَوَّجْتُهٗ اِلَّا بِالْوَحْیِ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ یعنی عثمان کا نکاح کرواؤ۔ اگر میری کوئی تیسری (غیر شادی شدہ) بیٹی موجود ہوتی تو میں (اس سے) عثمان کا نکاح کروا دیتا اور میں نے عثمان کا (اپنی 2 بیٹیوں سے) نکاح صرف اللہ پاک کے حکم سے کروایا تھا۔ (معجم کبیر، 17/184، حدیث:490)

(30) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: (مجھے وہ وقت یاد ہے جب) اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مبارک پیٹھ کے ساتھ مجھ سے ٹیک لگا کر تشریف فرماتے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت تھے۔ جبریلِ امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل کر رہے تھے اور آپ حضرت عثمان سے ارشاد فرما رہے تھے: اُکْتُبْ یَا عُثَیْم یعنی اے عثمان! لکھو۔ اللہ پاک نے آپ کو یہ مقام و مرتبہ اس لئے عطا فرمایا کیونکہ آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں عزت والے تھے۔ (مسند احمد، 10/101، حدیث: 26190)

شرح: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو "یَا عُثَیْم" کہہ کر پکارنا محبت اور شفقت کے طور پر تھا۔ اس روایت سے بارگاہِ رسالت میں آپ کا مقام و مرتبہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کاتِبینِ وحی میں سے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب، 4/541)

(31) اَللّٰھُمَّ قَدْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ یعنی اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں، تُو بھی اس سے راضی ہو جا۔ (تاریخ دمشق، 39/53)

(32) اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: لِیَنْھَضْ کُلُّ رَجُلٍ مِّنْکُمْ اِلٰی کُفُوِہٖ یعنی تم میں سے ہر شخص اٹھ کر

اپنے ہم پَلّہ کے پاس چلا جائے۔ یہ فرماکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں گلے لگا کر ارشاد فرمایا: اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی تم دنیا وآخرت میں میرے دوست ہو۔

(مستدرک، 6/75، حدیث:4586)

(33)اِنِّیْ سَاَلْتُ عُثْمَانَ حَاجَۃً سِرًّا فَقَضَاھَا سِرًّا فَسَاَلْتُ اللہَ اَنْ لَّا یُحَاسِبَ عُثْمَانَ یعنی میں نے پوشیدہ طور پر عثمان سے ایک ضرورت کا ذکر کیا تو انہوں نے خفیہ طور پر اسے پورا کر دیا، اس پر میں نے اللہ پاک سے دعا فرمائی کہ وہ عثمان سے حساب و کتاب نہ لے۔ (مرقاۃ المفاتیح، 10/432، الریاض النضرہ، 2/31)

(34)یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللہَ یُقَمِّصُكَ قَمِیصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ لَھُمْ یعنی اے عثمان! اللہ پاک تمہیں ایک قمیص پہنائے گا، اگر لوگ تم سے وہ قمیص اُتارنا چاہیں تو تم ان کی وجہ سے اُسے مت اتارنا۔

(ترمذی، 5/394، حدیث:3725)

شرح: یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو خِلافت عطا فرمائے گا۔ لوگ تم کو معزول کرنا چاہیں گے، تم ان کے کہنے سے خلافت سے دَسْت بَرْدَار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہوگے وہ باطل پر۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/402) جب باغیوں نے حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے

گھر کا محاصرہ کیا اور آپ سے خلافت سے دست برداری کا مطالبہ کیا تو اسی فرمانِ عالی شان کے پیشِ نظر آپ نے دست برداری سے انکار فرما دیا۔(مرقاۃ المفاتیح، 10/442)

یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ

حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص312)

(35) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں ارشاد فرمایا: وَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِیْ بَعْضَ اَصْحَابِیْ یعنی میں چاہتا ہے کہ میرے صحابہ میں سے کوئی میرے پاس ہو۔ حاضرین نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلانے کے بارے میں پوچھا تو آپ خاموش رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق دریافت کیا تو بھی آپ نے سُکوت فرمایا۔ تیسری بار عرض کی گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بُلالائیں۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہو کر خدمتِ اقدس میں تنہا بیٹھ گئے۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ گفتگو فرمائی جسے سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ جب (خلافت کے آخری دنوں میں) باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کا محاصرہ کر لیا تو

آپ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس پر صبر کروں گا۔(ابن ماجہ، 1/80، حدیث:113)

شرح: یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر لوگ تمھیں خلافت سے دست بردار کرانے کی کوشش کریں تو ان کی بات مت ماننا پھر یہ وصیت فرمائی تھی کہ میں صبر کروں اور (محاصرہ کرنے والوں سے) لڑائی نہ کروں۔(لمعات التنقیح، 9/644)

(36) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق ارشاد فرمایا: يُقْتَلُ فِيهَا هَذَا مَظْلُومًا یعنی اس فتنے کے دوران انہیں مظلومیت کی حالت میں شہید کردیا جائے گا۔(ترمذی، 5/395، حدیث:3728)

(37) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میرے بعد اختلاف اور فتنہ دیکھو گے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں اس وقت کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے فرمایا:عَلَیْکُمْ بِالْاَمِیْرِ وَاَصْحَابِہٖ یعنی (مسلمانوں کے)امیر اور ان کے رفقاء کولازم پکڑ لینا۔(مشکوٰۃ المصابیح،2/426،حدیث:6082)

شرح: یعنی اس وقت حضرت عثمان(رضی اللہ عنہ) خلیفۂ برحق ہوں گے، ان کے ساتھی حق پر ہوں گے۔ تم سب کو امان عثمان کے دامن میں ملے گی۔

(مرأۃ المناجیح،8/408)

(38) حضرت سیدنا مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ فتنوں کا ذکر فرمایا اور ان فتنوں کو بہت قریب بتایا۔ اتنے میں ایک صاحب چادر اوڑھے ہوئے وہاں سے گزرے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ھٰذَا یَوْمَئِذٍ عَلَی الْھُدٰی یعنی اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہ صاحب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کرکے پوچھا: آپ ان کے بارے میں فرمارہے ہیں؟ ارشاد فرمایا:نَعَمْ یعنی ہاں۔(ترمذی،5/393،حدیث:3724)

شرح: یہاں فتنوں سے مراد وہ جنگ وجِدال ہیں جو حضورِ انور(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کے (وصالِ ظاہری کے)بعد مسلمانوں میں ہونے والے تھے۔

(مرأۃ المناجیح،8/401)

(39) سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضراتِ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اُحُد پہاڑ پر قدم رَنجہ فرمایا تو پہاڑ ہلنے لگا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک پاؤں سے ٹھوکر مار کر پہاڑ سے ارشاد فرمایا: اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ یعنی اے اُحُد! ساکن ہو جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ (بخاری، 2/524، حدیث:3675، ابوداؤد، 4/280، حدیث:4651)

شرح: یہ حضرات یا تو احد پہاڑ اور وہاں پر شہداء کے مزارات کی زیارت کرنے تشریف لے گئے تھے یا ویسے ہی سیر و سیاحت کے لیے چڑھے تھے، پہاڑ خوشی میں وَجد کرنے اور ہلنے لگا کہ آج مجھ پر ایسے قدم آئے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے ولی ساری خَلْقَت کے محبوب ہوتے ہیں، ان کی تشریف آوری سے سب خوشیاں مناتے ہیں، انہیں پتھر اور پہاڑ بھی جانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا: ان میں سے دو صحابہ شہید ہو کر وفات پا جائیں گے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج8، ص408)

امام ابنِ مُلَقِّن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے ان حضرات کی فضیلت ظاہر ہے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، 20/272)

شِہَابُ الْمِلَّۃِ وَ الدِّین امام احمد بن محمد خَفَاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اُحُد پہاڑ کا ہلنا یا تو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت اور اللہ پاک کے خوف کے سبب تھا یا پھر اتفاق سے ان حضرات کی تشریف آوری کے وقت زلزلہ آگیا تھا جس کی وجہ سے پہاڑ ہلنے لگا۔ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کو ساکن رہنے اور حرکت نہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ پاک نے پہاڑ میں سمجھ بوجھ اور زندگی پیدا فرمائی تھی کیونکہ پہاڑ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنا بھی اور اس کی تعمیل بھی کی۔

(نسیم الریاض،4/36)

امام ابن حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اُحُد پہاڑ کا ہلنا فخر کی وجہ سے تھا (کہ مجھ پر کن عظیم ہستیوں کے قدم پڑے ہیں)۔(فتح الالہ،10/584)

ایک ٹھوکر میں اُحُد کا زَلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

(حدائقِ بخشش، ص87)

(40) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا لیکن آپ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم نے اس سے پہلے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کی نمازِ جنازہ ترک

فرمائی ہو۔ ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ یعنی یہ شخص عثمانِ غنی سے دشمنی رکھتا تھا تو اللہ پاک بھی اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

(ترمذی، 5/396، حدیث: 3729)

شرح: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میت پر نمازِ جنازہ ادا کرنا میت کے لئے دعا اور شفاعت پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ شخص (اپنے اس گناہ کے باعث) اس سعادت سے محروم رہا، اللہ پاک کی پناہ۔ اس حدیث شریف میں یہ ذکر نہیں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسروں کو بھی اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع فرمادیا، ممکن ہے کہ آپ نے خود اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو اور دوسرے حضرات نے پڑھ لی ہو جیسا کہ ایک مقروض شخص کے بارے میں منقول ہے۔

(نسیم الریاض، 4/525)

اللہ کریم ”اربعینِ عثمانی“ کو قبول فرمائے ، اسے مُؤَلِّف اور اس کے والدین و اہلِ خانہ کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رُک جائیں مرے کام حسنؔ ہو نہیں سکتا
فیضان مدد گار ہے عثمانِ غنی کا

(ذوقِ نعت، ص 81)